سلسلة قصص الانبیاء

17

عبرت کا نشان

اشتیاق احمد

سلسلة قصص الانبیاء

عِبرت کا نشان

قصہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام 3

اشتیاق احمد

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

''ہاں بچّو! کل ہم نے کہانی کہاں چھوڑی تھی، یاد ہے؟''

''جی امّی جان! فرعون جادوگروں پر برس پڑا۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

''بالکل ٹھیک۔ آگے سنو! فرعون نے چیخ کر کہا:

'میری اجازت سے پہلے تم موسیٰ کے رب پر ایمان کیوں لائے؟'

پھر اس نے جادوگروں پر الزام لگا دیا اور بولا:

'یقیناً یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔'

اس نے یہ بھی کہا کہ یہ تم سب کی سازش ہے۔ لیکن بات صرف یہ تھی کہ فرعون راہِ ہدایت سے بھٹکا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ایسی گفتگو کرنے لگا تھا جس سے اس کا جھوٹا ہونا نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا۔ ہر سننے والا محسوس کر رہا تھا کہ وہ جھوٹا ہے، کیونکہ تمام لوگ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ ان جادوگروں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے دیکھا بھی نہیں تھا۔

عِبرت کا نِشان

فرعون نے جب دیکھا کہ جادوگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے پر مُصِرّ ہیں تو وہ ظلم و زیادتی پر اتر آیا۔ اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا:

'میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوادوں گا، اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دے دوں گا۔'

اس خوف ناک دھمکی کا بھی جادوگروں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ جان چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی معبود ہے۔ انھوں نے ایمان کا مزہ پا لیا تھا، چنانچہ انھوں نے جواب میں فرعون سے کہا:

'ہم اپنے پروردگار اور ان دلیلوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آئیں تجھے کبھی بڑا نہیں سمجھیں گے۔ تُو جو کرسکتا ہے کرلے، کیونکہ تیرا زور صرف اس دنیا ہی میں چل سکتا ہے۔ ہم نے اپنے پروردگار کا یقین کرلیا ہے تاکہ وہ ہماری غلطیاں اور ان گناہوں کو بخش دے جو تُو نے زبردستی ہم سے کروائے۔ کیونکہ اللہ کی عطا اور اس کا ثواب تیرے مال و دولت سے کہیں بہتر ہے۔'

فرعون نے جب جادوگروں کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو آپے سے باہر ہوگیا۔ اس نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ وہ تمام جادوگروں کو اس کی تجویز کردہ سزائیں دیں۔ ادھر اُن سب نے بھی سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں، انھوں نے کہا:

'اے ہمارے رب! ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم مسلمان ہوں۔'

فرعون کا حکم سنتے ہی اس کے سپاہیوں نے جادوگروں کو گرفتار کرلیا اور انھیں سزا

دینے کا عمل شروع ہوگیا۔ جادوگر جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے، انھوں نے عظیم صبر کا مظاہرہ کیا۔ روئے دھوئے نہ فریاد کی اور نہ اپنے ایمان لانے پر ذرّہ بھر پشیمان ہوئے اور نہ ہی الجھن کا شکار ہوئے۔ بلکہ پوری طرح ثابت قدم رہے۔ فرعون کے سپاہی ظلم کرتے رہے لیکن انھوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔''

عبرت کا نشان

''اُف ، افسوس!'' بچوں نے غم زدہ لہجے میں کہا:

''تم نے غور کیا بچو! یہ ہے اللہ کی قدرت! دن کے پہلے پہر وہ پکے کافر تھے، لیکن اسی دن کے دوسرے پہر انھوں نے ایمان کی حالت میں اپنی جانیں اللہ کے سپرد کر دیں۔''

''واقعی امی جان! جادوگروں کے لیے بہت بڑی سعادت تھی۔ لیکن سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کا کیا ہوا؟'' دونوں بچے ایک ساتھ بول اُٹھے۔

''بات یہ ہے بچو! کہ فرعون نے صرف جادوگروں کے قتل کا حکم دیا تھا، اس لیے سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام میدان سے نکل کر اپنے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں چلے آئے۔ فرعون کے مشیروں نے جب دیکھا کہ وہ صرف جادوگروں کو سزا دے رہا ہے تو انھوں نے فرعون سے کہا:

'کیا تُو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دے گا تاکہ وہ ملک میں فساد کریں اور وہ (موسیٰ) تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دے؟''

''یعنی انھوں نے سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام کے قتل کا مشورہ دے دیا؟'' تو سلیم نے پریشان ہو کر پوچھا۔

''ہاں بیٹا! انھوں نے مشورہ دیا کہ موسیٰ کو بھی قتل کر دو اور اس کی قوم کو بھی۔ انھیں ملک میں فساد مچانے کے لیے کھلا نہ چھوڑو، وہ تو تیری عبادت سے بھی منہ موڑے ہوئے ہیں۔

وہ لوگ اپنے فاسد عقیدے کی وجہ سے توحید کو فساد کہہ رہے تھے۔ ملحد لوگوں کا ہمیشہ

سے یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ توحید والوں کے خلاف حکام کے کان بھرتے رہتے ہیں۔

فرعون اپنے درباریوں کی باتیں سن کر غصے میں آ گیا اور بولا:

'نہیں! ہم ان کا بندوبست کریں گے، ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیں گے، کیونکہ ہم ان پر غالب و برتر ہیں۔'

اس طرح بنی اسرائیل پر اور زیادہ ظلم شروع ہوگیا۔ جب حالات بہت نازک صورت اختیار کر گئے تو بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اپنی مصیبتوں کا ذکر کیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

'تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ بے شک زمین تو اللہ ہی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔ اچھا انجام تو پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔'

یہ سن کر بنی اسرائیل افسردہ لہجے میں بولے:

’موسیٰ! تمہارے آنے سے پہلے بھی ہمیں تکلیفیں دی گئیں اور تمہارے آنے کے بعد بھی۔‘

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان کی دکھ بھری بات سن کر فرمایا:

’اُمید ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنا دے گا۔‘

ادھر فرعون نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کے صرف لڑکوں کو قتل کرنا کافی نہیں۔ موسیٰ (علیہ السلام) کی دعوت ابھی ختم نہیں ہوئی، بلکہ ان کی دعوت جاری ہے اور اس دعوت کا جاری رہنا حد درجے خطرناک ہے، چنانچہ وہ اپنے درباریوں سے مخاطب ہوا:

’مجھے چھوڑو، میں موسیٰ کو قتل کردوں، اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو بلالے، بلاشبہ میں تو ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا وہ زمین میں فساد پھیلائے گا۔‘

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ فرعون نے ان کے قتل کا پروگرام بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا:

’بے شک میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس متکبر شخص سے جو یومِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔‘

فرعون کی اس ظالمانہ رائے سے سبھی درباریوں نے اتفاق کیا، لیکن ان میں ایک ایسا آدمی تھا جو پوشیدہ طور پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ اس نے فرعون کی رائے

عِبرت کا نِشان

وقال موسیٰ انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یؤمن بیوم الحساب

سیدنا موسیٰ

علیہ السلام

سے اختلاف کیا اور اس کی رائے کو بدلنے کی کوشش بھی کی۔ اس نے کہا:

'بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تم ایک بے گناہ شخص کو صرف اتنی سی بات پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا مالک اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح نشانیاں بھی لایا ہے۔ اگر بالفرض وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے تمہیں تو کوئی نقصان نہیں ہوگا، لیکن یاد رکھو اگر وہ سچا ہے تو تمہیں وہ عذاب ضرور آلے گا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔'

اس نے یہ بھی کہا:

'اے میری قوم کے لوگو! آج تو تمہاری ہی حکومت ہے جبکہ زمین میں تم ہی غالب ہو پھر ہمیں اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا، اگر وہ ہم پر آپڑا۔'

اس شخص کی تقریر جاری تھی، ادھر فرعون نے محسوس کیا کہ اس کی تقریر کا درباریوں

پر اثر ہو رہا ہے تو وہ بول اُٹھا:

'میں تمہیں وہی بات سمجھاتا ہوں جو میں مناسب سمجھتا ہوں اور میں تمہیں وہی راہ بتاتا ہوں جس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔'

فرعون جو کچھ کہہ رہا تھا، اس کے بارے میں خود بھی جانتا تھا کہ بالکل غلط ہے۔ جھوٹ ہے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہی حق پر ہیں اور وہ اپنی قوم کو بھلائی کی طرف نہیں لے جا رہا۔ صرف اپنی سلطنت بچانے کے لیے اور لوگوں کو غلام بنائے رکھنے کے لیے ایسا کہہ رہا ہے۔ اس موقعے پر اس مومن آدمی نے علانیہ انداز میں کہا:

'اے میری قوم کے لوگو! تم سب میری پیروی کرو۔ میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا۔ دنیا کی زندگی فانی ہے، ہمیشہ کا گھر تو آخرت ہی کا ہے۔ جس نے گناہ کیا اسے برابر بدلہ ملے گا اور جس نے نیکی اختیار کی، وہ مرد ہو یا عورت، یہ لوگ جنت میں

جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی پائیں گے۔'

اس نے ان سے یہ بھی کہا:

'اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمھیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو، تم مجھے دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں، جس کا مجھے کوئی علم نہیں، اور میں تمھیں غالب بخشنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہوں۔'

غرض وہ انھیں زمینوں اور آسمانوں کے رب کی عبادت کی طرف دعوت دیتا رہا اور وہ سبھی اسے فرعون کی عبادت کی طرف بلاتے رہے۔

اب فرعون نے اس مومن بندے کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب ظلم حد سے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ عذاب کی صورت میں آتی ہے۔ ان کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مصر کے لوگوں پر مصیبتیں عذاب کی صورت میں نازل کر دیں۔ سب سے پہلا عذاب ان پر قحط اور خشک سالی کی صورت میں نازل فرمایا۔ دریائے نیل میں پانی بہت کم ہوگیا۔ اس طرح فصلیں سوکھ گئیں۔ جانور اور مویشی ہلاک ہونے لگے، لوگوں کا بھوک سے بُرا حال ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'اور بلاشبہ ہم نے آل فرعون کو قحط سالی اور پھلوں کے نقصان میں پکڑا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔'

حق تو یہ تھا کہ وہ ان عذابوں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے، لیکن وہ اس کے

باوجود نہ سمجھے۔ اُلٹا کہنے لگے:

'ہم پر جو یہ آفتیں اُتری ہیں، یہ موسیٰ اور اس کی قوم کی نحوست کے سبب ہیں۔'

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفان بھیج دیا۔ ایسی سخت اور تیز بارشیں ہوئیں کہ انھوں نے کھیتوں کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ پانی کی سطح اس حد تک بلند ہوئی کہ زرعی زمین سیلاب کی نذر ہوگئی۔ پھر پانی زمین پر ٹھہر گیا۔ اس کی وجہ سے ایک مدت تک زمین کاشت کے قابل ہی نہ ہوسکی۔ اس طرح بھوک میں اور اضافہ ہوگیا۔

فرعون سمجھتا تھا کہ وہ ان طوفانوں اور مصیبتوں کے آگے لاچار ہے۔ وہ ان کو روکنے یا دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آخر انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بلوایا اور ان سے

درخواست کی:

'تو اپنے رب سے اس بات کی دعا کر جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تو اس عذاب کو ہم سے ہٹا دے تو ہم ضرور بالضرور تیرے کہنے سے ایمان لے آئیں گے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے ان کے لیے اللہ سے دعا کی کہ وہ ان پر سے عذاب ٹال دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور طوفان کو روک دیا۔

لیکن ہوا کیا، فرعون اور اس کی قوم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے جو وعدے کیے تھے ان میں سے ایک بھی پورا نہ کیا، بلکہ خیانت کی اور وعدوں کو توڑ دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈی دَل کے لشکر بھیج دیے۔ ٹڈی دَل درختوں کے پتّوں کو چٹ کر گئیں۔ پھلوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ غرض ہر قسم کی زمینی نباتات ختم ہو گئیں۔ ان کا نام و نشان تک نہ بچا اور ایسا ایک مدت تک رہا۔ پھر یہ معاملہ بھی ان کی برداشت سے باہر ہو گیا۔ ایک بار پھر انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ اس عذاب کو ان سے ہٹا دے۔ اگر اللہ ایسا کر دے تو وہ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کو ٹال دیا، ٹڈی دَل کے لشکر غائب ہو گئے۔

فرعون اور اس کی قوم پھر اپنے وعدوں سے مُکر گئی۔ نہ ایمان لائے، نہ بنی اسرائیل کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ ہوئے، بلکہ انھیں سزائیں دینے کا سلسلہ جاری

عِبرت کا نشان

سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام

قالوا یموسی ادع لنا ربک بما عهد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک

رکھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کا عذاب نازل فرمایا۔ یہ جوئیں ان کے بستروں میں، ان کے کپڑوں میں، غرض ہر چیز میں نظر آئیں۔ وہ اس قدر بد حال ہوگئے کہ سو بھی نہ سکتے تھے۔

جب معاملہ ان کی برداشت سے باہر ہوگیا اور وہ بالکل بے بس ہوگئے تو پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان سے دعا کے لیے کہا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ عذاب ٹل جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ بھیج دیں گے۔ یعنی وہی باتیں کہیں جو پہلے کہتے رہے تھے۔ اللہ نے ان پر سے جوؤں کا عذاب بھی ہٹا دیا۔

فرعون اور اس کی قوم نے اس بار بھی وعدہ پورا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈکوں کا عذاب نازل کر دیا۔ ان کی ہر چیز میں مینڈک نظر آنے لگے، یہاں تک کہ وہ پانی پینے کے لیے منہ کی طرف لے جاتے تو اس میں بھی مینڈک نکل آتے۔ کوئی اپنے کپڑے اُٹھاتا تو ان میں بھی مینڈک ہوتے۔ کھانے کے برتنوں میں بھی مینڈک ہوتے۔ اب تو ان کی زندگی اجیرن ہوگئی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو انھیں اس عذاب سے نجات دلاتا، چنانچہ ایک بار پھر انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی:

'اے موسیٰ! تُو اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کر جیسا کہ اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تُو ہم سے عذاب ہٹا دے تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو ضرور بھیج دیں گے۔'

آپ نے ان کے لیے پھر دعا کی۔ اللہ نے ان کی یہ مصیبت بھی دور کر دی۔ مینڈک

غائب ہو گئے۔

اس بار بھی فرعون اور اس کی قوم نے وعدہ پورا نہ کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک اور عذاب میں مبتلا کر دیا اور یہ عذاب تھا، خون کا عذاب۔ جہاں جہاں پانی تھا، وہ خون میں تبدیل ہو گیا۔ جب وہ دریا سے پانی پینے کا ارادہ کرتے یا کسی کنوئیں سے پانی نکالتے تو وہ خون ہوتا۔ کسی برتن میں رکھے پانی کو پینے کے لیے اُٹھاتے تو وہ خون بن جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو نکسیر کی بیماری لگ گئی تھی۔

پہلے کی طرح وہ اس مرتبہ بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا:

’اے موسیٰ! تُو اپنے رب سے دعا کر، ہم سے یہ خون کا عذاب ٹل جائے، ہم وعدہ

کرتے ہیں کہ تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پھر ان کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بلا بھی ٹال دی، لیکن اس مرتبہ بھی وہ اپنے وعدے سے پھر گئے۔

اس وقت تک جتنی بھی آفات نازل ہوئی تھیں، ان میں عجیب بات یہ تھی کہ وہ صرف قبطیوں پر آئی تھیں۔ بنی اسرائیل ان سے بالکل محفوظ رہے تھے۔ اس طرح ان واضح ترین نشانیوں میں ان کے لیے بڑے سبق تھے۔ اگر ان میں عقل ہوتی تو ضرور سبق حاصل کرتے۔ لیکن ان کی ایمان لانے کی نیت ہی نہیں تھی، وہ تو ہر بار سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے جھوٹ موٹ وعدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بھی انھیں مہلت پر مہلت دیتا رہا۔

خون والا عذاب دور ہونے پر وہ اپنے ظلم میں اور بڑھ گئے۔ وہ فرعون کی گمراہی کی پیروی کرتے رہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر تلے رہے۔ اگرچہ آپ اپنے رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آئے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی ان کی طرف سے مایوس ہوگئے۔ بنی اسرائیل پر ہونے والے مظالم نے انھیں بہت دکھی کر دیا، چنانچہ آپ نے ان کے لیے یہ بد دعا کی:

'اے ہمارے رب! ان کا مال و زر غارت کر دے اور ان کے دل سخت کر دے۔ یہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔'

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ کو حکم دیا:

'میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل چل، بلاشبہ تمھارا تعاقب کیا

جائے گا'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے حکم سے باخبر کیا۔ انھوں نے فوراً تیاری کرلی۔ جونہی رات کی تاریکی چھا گئی، آپ انھیں لے کر ملکِ شام کی طرف چل دیے۔

فرعون کو جب اس بات کا پتا چلا تو اس نے ایک بڑے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اس لشکر کو لے کر نہایت تیزی سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

ادھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام چلتے چلتے بحیرۂ احمر کے ساحل پر پہنچ گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر بھی طلوعِ آفتاب کے وقت ان کے قریب پہنچ گیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ رہے تھے۔

بنی اسرائیل خوف زدہ ہو گئے۔ ان کے سامنے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

'اے موسیٰ! یقیناً ہم تو پکڑ لیے گئے۔'

جواب میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'ہرگز نہیں، بلاشبہ، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔'

یہ فرمانے کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے لشکر کی اگلی جانب آئے۔ سمندر کی طرف دیکھا تو وہ موجیں مار رہا تھا۔ آپ کے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام اور دیگر ایمان لانے والے حضرات بھی آگے موجود تھے۔ فرعون اور اس کی فوجیں لمحہ بہ لمحہ ان سے قریب ہو رہی تھیں۔ بنی اسرائیل مارے خوف کے ساکت تھے۔ یوں لگتا تھا ان کے دلوں کی دھڑکنیں مارے خوف کے بند ہو جائیں گی۔ انھیں اپنی ہلاکت کا پورا یقین ہو چلا تھا، کسی طرف سے بچ نکلنے کی کوئی امید نہیں تھی، کوئی راستہ نہیں تھا۔

عین اس وقت اللہ تعالیٰ عظیم وقدیر نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی:

'اپنا عصا سمندر پر مار۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کا حکم پاتے ہی اپنا عصا پانی پر مارا۔ عصا کا پانی پر لگنا
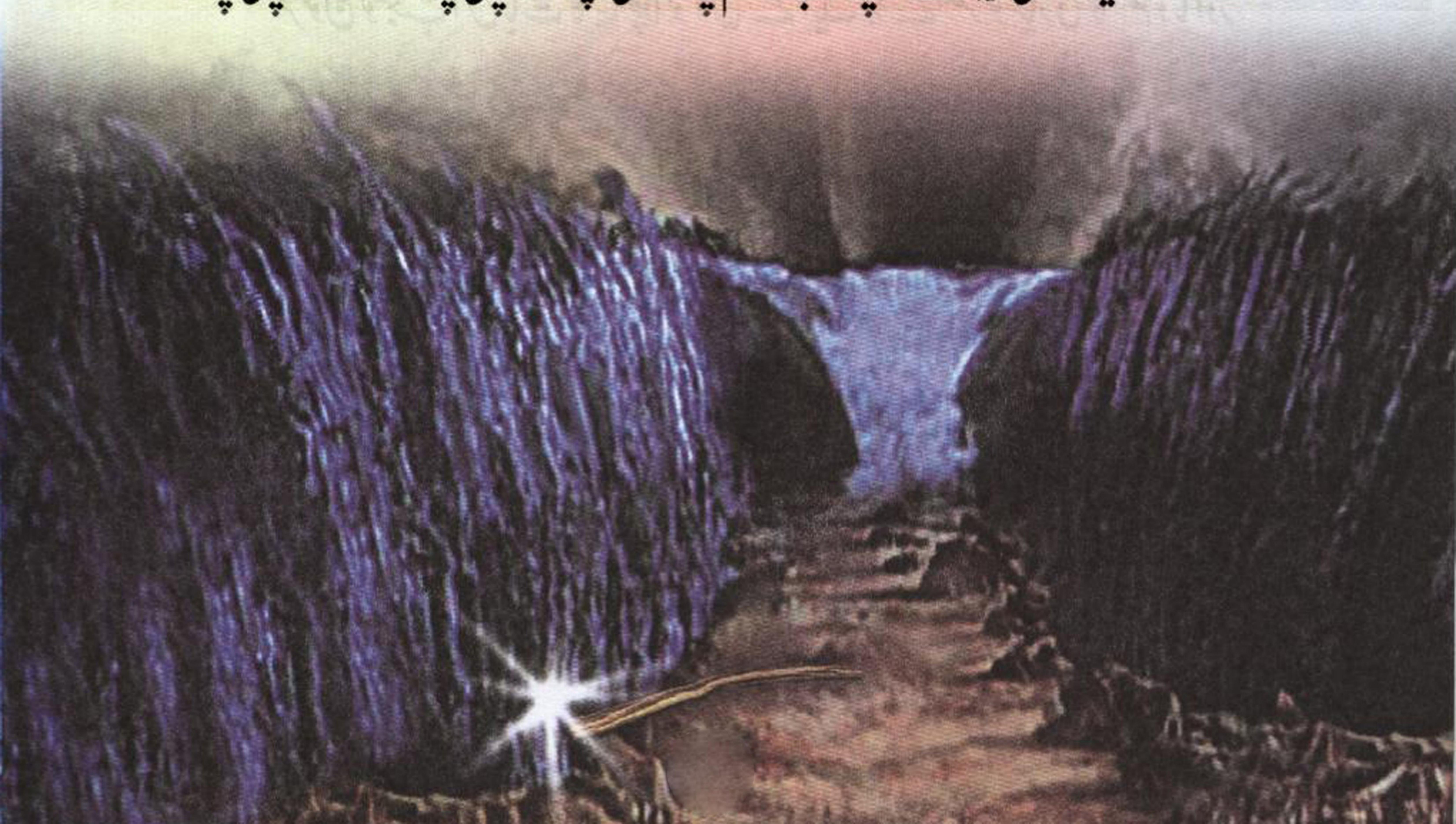
تھا کہ سمندر کا پانی دو حصوں میں بٹ گیا۔ موجیں آگے بڑھنے سے رک گئیں۔ پانی کے درمیان میں خشک راستہ ظاہر ہوگیا۔ سمندر کا پانی دونوں طرف دو پہاڑوں کی طرح کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا: اپنی قوم کو لے کر سمندر عبور کر جائیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام فوراً اس راستے پر چل پڑے۔ آپ کی قوم بھی خوشی کے عالم میں آپ کے پیچھے چلی۔ انھوں نے اللہ کی قدرت کا ایک عظیم الشان نظارہ دیکھا تھا۔ وہ نظارہ، دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر رہا تھا اور مومنوں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کر رہا تھا۔ ایسے میں فرعون بھی ساحل پر پہنچ گیا۔

فرعون اور اس کی فوج نے سمندر میں راستہ دیکھا تو وہ بھی اس راستے پر ہو لیے۔ جونہی ان کا پہلا آدمی سمندر کے دوسرے کنارے کے نزدیک پہنچا، اللہ تعالیٰ نے سمندر کو مل جانے کا حکم دے دیا، چنانچہ پانی کے دونوں پہاڑ آپس میں مل گئے۔ سمندر کی خوفناک موجوں نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پانی نے چاروں طرف سے انھیں پوری

طرح ڈھانپ لیا۔ فرعون نے اپنی جان بچانے کے لیے موجوں پر ہاتھ پاؤں مارے۔
موجیں ایک بار اسے اوپر اٹھا رہی تھیں اور دوسری بار پانی کے نیچے لے جا رہی تھیں۔''

''واہ! مزہ آگیا۔'' فاروق خوش ہو کر بولا۔

''ہاں بیٹا، ظالم کو ظلم کی سزا ضرور مل کر رہتی ہے۔''

ماں نے سلیم کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں نیند کے آثار تھے۔ اس لیے ماں نے بقیہ کہانی کل سنانے کا کہہ کر انھیں سونے کے لیے اپنے کمرے میں جانے کا حکم دے دیا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

یہ جاننے کے لیے پڑھیے اسی کہانی کا اگلا حصہ ''سونے کا بچھڑا''

آدمی ڈھٹائی پر اُتر آئے تو

دن کو رات، سیاہ کو سفید اور جھوٹ کو سچ

ثابت کرنے میں مسلسل لگا رہتا ہے

لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود وہ اپنے

مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتا

اگر اُس کے پاس اختیار اور طاقت ہو تو

ناکام ہو کر وہ ظالمانہ حربے آزماتا ہے

لیکن سچائی کے راستے پر چلنے والے

ہر آزمائش پر پورا اترتے ہیں

اُن کی استقامت، مقابل کو ایسی ہزیمت

اور شکست سے دوچار کر دیتی ہے

کہ مقابل اپنا ہی سر نوچنے اور

سینہ پیٹنے پر مجبور ہو جاتا ہے

ایک نافرمان قوم اور اہلِ ایمان کے درمیان معرکہ آرائی پر مبنی

کہانی ''عبرت کا نشان'' پیشِ خدمت ہے

مطالعہ کیجیے اور اللہ کی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ کیجیے